سُبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام
الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا
انہ ھو السمیع البصیر
سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل
مجلہ محی الدین فیصل آباد
شمارہ نمبر 14
رجب المرجب
1436ھ
2015ء
عظیم الشان
تحفظ ناموس رسالت کانفرنس
کی تصویری جھلکیاں
مرشد کریم کی زیر صدارت
آسٹن پارک برمنگھم میں

شمارہ نمبر 14۔ رجب المرجب 1436ھ 2015ء

زیرِ سرپرستی

ہدیہ 10 روپے صرف

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری ● ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلاں والی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ

معراج کا تحفہ

قارئین کرام! شب اسریٰ کے دلہا، محبوبِ خدا ﷺ معراج کی رات اپنی امت کے لئے اپنے رب سے معراج کا جو تحفہ لے کر آئے وہ ہے نماز۔۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ معراج کی رات مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کے کہنے پر نمازوں میں تخفیف ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں۔ بندہ نوازی دیکھئے۔ پڑھیں پانچ اجر پچاس کا۔۔
اور جو بندہ مومن یہ جانتے ہوئے بھی کہ نماز مومن کی معراج ہے۔۔۔۔۔۔ نماز دین کا ستون ہے۔۔۔۔ نماز نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔۔۔ پھر بھی نماز کی ادائیگی میں غفلت کا شکار ہو۔ حیرت ہے اُس پر۔۔۔۔۔

گھر ہو یا بازار ہو۔۔۔۔۔ کان میں جب حی علی الصلوٰۃ کی آواز ہو۔۔۔۔۔۔ بس ادائیگی نماز ہو زندگی کا یہی انداز ہو۔ تو کیا کہنے۔۔۔۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔ اور ادا کرنے میں دس عمدہ باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ 1- دنیا میں اور عقبیٰ میں آبرو۔ 2- طلب علم اور حصولِ نیکی میں دل کی روشنی۔ 3- تمام بیماریوں سے بدن کی راحت۔ 4- پروردگار عالم کی رحمت کے نزول کا سبب۔ 5- میزانِ عمل میں نیکیوں کے پلے کو بھاری کرنے کا سبب۔ 6- عبادت الٰہی دعا کے مقبول ہونے میں آسمان کی کنجی ہے۔ 7- قبر کی تاریکی میں انیسِ تنہائی۔ 8- حور وقصور اور طرح طرح کے میوہ جات سے لطف اُٹھانے کے ساتھ بہشت میں رہنا اور عذابِ جہنم اور تمام آفتوں سے محفوظ ہونا۔ 9- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضا مندی۔ 10- بہشت میں طرح طرح کی نعمتوں کے بعد خدا کا دیدار ہونا۔

دوستو! مسلمان بھائیو! نماز کی فضیلت، برکات کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ اس کی فرضیت کو دل وجان سے تسلیم تو کرتے ہیں۔ اور فکرِ معاش میں نماز کی ادائیگی کو بھول بھی جاتے ہیں۔ اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے رزق کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ اور چوبیس گھنٹوں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

میں پانچ نمازوں کے اوقات کا اندازہ فرمالیجئے۔ کتنا وقت لگتا ہے۔

میرے مُرشدِ کریم حضرت خواجہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اکثر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہم اپنے ایامِ زندگی میں بندگی کے لئے اتنا تھوڑا وقت جو پانچ نمازوں میں لگتا ہے۔ وہ بھی نہ خدا کو دیں جس خدا نے زندگی کے سارے ایام دیے ہیں۔ بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ تو پھر کیا زندگی ہے۔ شرمندگی ہے۔

ابھی وقت ہے۔ پچھلے گناہوں سے شرمسار ہو کر توبہ کر کے اپنے رب کی رحمت کے طلبگار بن جاتے ہیں۔ اور پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرنے کا عزم صمیم کرتے ہیں۔ اور معراج کے اس عظیم تحفے کی قدر کرتے ہوئے کامیاب لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

جی ہاں! یہ جان لیجیے کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے سوال نماز کے متعلق ہوگا۔ جو شخص قصداً نماز ترک کرے اللہ تعالیٰ اس کو تین بلاؤں میں مبتلا فرماتا ہے۔ 1- اُسکے چہرے کا نور اُٹھ جاتا ہے۔ 2- مرتے وقت اس کی زبان لڑکھڑا جائے گی۔ 3- کلمہ شہادت زبان پر آئے بغیر اُس کا خاتمہ ہوگا۔

اللہ کریم ہم سب مسلمانوں کو اپنی بارگاہ کا نیاز مند بنائے۔ اور نماز کی توفیق عطا کر دے۔ آمین

از: مدیرِ اعلیٰ

نعت رسول مقبول ﷺ

شب معراج پل بھر میں مکاں سے لامکاں پہنچے
جہاں کوئی نہ پہنچا سرورِ عالم ﷺ وہاں پہنچے
رکے جبریل، لیکن اُن کو جانا تھا وہاں پہنچے
محمد مصطفیٰ ﷺ عرش علیٰ تک بے گماں پہنچے
شرف ہے بینوائی بارگاہ شاہ بطحا میں
نشاں والوں سے پہلے، در پہ بے نام و نشاں پہنچے
پکارا جب کسی نے یا مصطفیٰ ﷺ کہہ کر
مدد کو اپنے فریادی کی شاہ انس و جاں پہنچے
بہت بے چین ہوں بس منتظر ہوں باریابی کا
الٰہی! آستاں پر ان کے میری داستاں پہنچے
حبیب کبریا ﷺ کی یاد میں خون جگر لے کر
چلے دل سے پلکوں تک مرے اشکِ رواں پہنچے
یہ اُن کے آستانِ پاک کا اک فیضِ ادنیٰ ہے
توانا ہو کے واپس آئے جو بھی ناتواں پہنچے
مقام کبریا آگے ہے ادراک و تخیل سے
شب معراج یہ کس کو خبر ہے وہ کہاں پہنچے
نصیر اب ایک ہی دھن ہے کہ کب زیارت ہو
دیار مصطفیٰ ﷺ میں کب ہمارا کارواں پہنچے

سید نصیرالدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ

معراج النبی ﷺ

از: ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب

خالق کائنات کے ارادے سے اس کائنات کو وجود ملا اور ارض وسماء کی یہ محفل آراستہ ہوئی۔ تخلیق اپنے خالق کے اوصاف کا پرتو ہوتی ہے۔ اس لئے رب اعظم کی تخلیق کے ہر ذرے میں وحدت و یکتائی کی عظمت ودیعت ہے۔ ہر وجود بے مثال اور ہر مظہر بے عدیل ہے۔ عظمتوں کی اس بوقلمونی میں انسان خصوصی شرف کا حامل اور امتیازی عظمت کا امین ہے۔ انسان تخلیق کا نقطہ کمال ہے۔ اس لئے تمام مخلوقات میں مشرف و محترم، کائنات اسی کے لئے تخلیق ہوئی۔ اور اسے ہی اُس پر حکمرانی کا اعزاز عطا ہوا۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس شرف کا تذکرہ کیا۔ ارشاد ہوا ہے۔

وسخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر (النحل 12)
وسخر لکم الانھر (ابراہیم 11)
الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض (الحج 65)
الم تر وان اللہ سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض (لقمان 20)
اللہ الذی سخر لکم البحر (الجاثیہ 12)
وسخر لکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعا منہ (الجاثیہ 13)

اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحفظ ذات کے لئے، مقاصد تخلیق کی تکمیل کے لئے ہر ممکن سعی کرتا رہے تاکہ موجودات کی ہماہمی میں گم ہونے کے بجائے عناصر فطرت کا حکمران اور مظاہر قدرت کا مسکار بنے۔ علامہ فرماتے ہیں۔

مہ و مہر و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی انسانیت کی معراج ہے۔ آپ کی وجود اقدس میں

ممکن رفعت اور ہر متصور عظمت موجود ہے۔ آپ بلندیوں کا نقطہ عروج اور شرافتوں کا مظہراتم ہیں۔ آپ ہی باعث تخلیق کائنات اور وجہ تزئین وجود ہیں۔

آپ ہی کے لئے ارشاد ہوا۔

لولاك ماخلقت الافلاك (تفسیر روح المعانی سورۃ الفتح)

اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔

حضور اکرم ﷺ جامع کمالات وحسنات ہیں۔ آپ کے متعدد امتیازی اوصاف ہیں۔ جن کے باعث آپ سب کے لئے وجہ افتخار بھی ہیں اور قابل تقلید اسوہ حسنہ بھی۔ امتیازی اوصاف میں معجزات بھی کثیر تعداد بھی شامل ہے۔ جو آپ کے مقام کی عظمت کے نقیب اور متلاشیاں راہ ہدایت کی راست روی کے کفیل ہیں۔ معجزہ دراصل وہ وصف ہے۔ جو فرستادہ حق کی خصوصی حیثیت کا تعین بھی کرتا ہے۔ اور مخاطبین کے قلوب واذھان کی تسخیر کر کے انہیں اتباع نبوت کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ یہ ایک ذریعہ ہے ہدایت پہنچانے کا اُن لوگوں تک جو غور وفکر کی عظمتوں سے زیادہ اُن غیر عادی واقعات سے مرعوب ہونا پسند کرتے ہیں۔ جو اُن کے مادی ذہن کے لئے تجسس کا باعث ہیں۔ تجسس آمیز مرعوبیت تسکین قلب کا سامان پیدا کر دیتی ہے۔ یہ معجزات کا عمومی رخ ہے۔ مگر بعض معجزات ایسے بھی ہیں۔ جن کا دائرہ اثر صرف مخاطبین تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ وہ ہر دور اور ہر نسل کے لئے فیض رساں ثابت ہوتے ہیں۔ معراج ایسا ہی معجزہ ہے۔ اس ایک معجزے کے پہلو میں کئی اور معجزات موجود ہیں۔ بلکہ یہ مجمع المعجزات ہے۔ معراج کا ایک رُخ تو آنحضرت ﷺ کی ذات کی بے پایاں عظمت اور عدیم النظیر حیثیت کو نمایاں کرتا ہے۔ تو دوسرا رُخ تمام بنی نوع انسان کو بلند حوصلگی اور ارفع خیالی کی دولت عطا کر کے ابدی اور سرمدی راہنمائی مہیا کرتا ہے۔

تاریخی حیثیت سے معراج، ایک واقعہ ہے۔ جو اکاون برس کی عمر میں رجب کی ستائیسویں رات آنحضرت ﷺ کو پیش آیا۔ حطیم کعبہ تھا یا ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر، رات بھیگ

چکی تھی۔ وادی بطحا پر ہو کا عالم طاری تھا۔ سب شہری خواب غفلت میں مست تھے۔ مگر وہ وجود مقدس جس کے قدموں کی خاک سے اس عالم رنگ وبو کو زندگی کی روشنی عطا ہوئی تھی۔ نیم خوابیدہ عالم میں تخلیق کائنات کے عقدے حل کرنے کی سعی کر رہا تھا۔ کہ عرش کا نمائندہ فرش بوس ہوا کہ خالق ارض وسماء خاک نشینوں کو عرش آشناء دیکھنا چاہتا ہے انسان کا مقدر جاگ اُٹھا۔ انسانیت کا عظیم نمائندہ بلایا گیا تا کہ انسانی وجود کی سطوت ثابت کر دی جائے۔ نبی محترم ﷺ زمین کو مسخر کرتے گئے۔ بیت الحرام سے مسجد اقصیٰ تک زمینی مشاہدہ تھا۔ عالم مثال میں اعمال کا بناؤ بھی دیکھا اور بگاڑ بھی۔ مسجد اقصیٰ میں اپنے پیش رو رحمت کے نقیبوں سے ہم کلامی بھی ہوئی۔ وہ سب صف بصف تھے۔ اور نازاں تھے۔ کہ اُن کی خواہشیں رنگ لائی ہیں۔ قافلہ انسانیت اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سب نے خوش آمدید کہا۔ احسنت ومرحبا کے آوازے اُٹھے تو سب کی دعائیں لینے والے اور آگے بڑھنے والے مرکب براق پر سوار ہوئے وہ کہاں گئے۔ مورخ آج تک حیرت زدہ ہے۔ آسمان کیا ہے؟ اُس کے دروازے کیسے ہیں؟ آسمانوں سے گزرنے کے کیا معنی ہیں؟ کرہ نار سے وجود بشر کیسے بحفاظت گزر گیا؟ ملاقاتیں کیسے ہوئیں؟ کون کہاں کہاں تھا؟ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں سوالات ہیں جو ہر انسان کے ذہن میں ابھرتے ہیں۔ مگر ارباب تسلیم ورضا کے لئے احادیث کی کتب میں تفصیل موجود ہے۔ قرآن اپنے اجمالی وصف کے باوصف بعض تفصیلات بیان کر رہا ہے؟ قرآن پاک نے فہم نارسا کی نارسائی کے ازالے کے لئے سبحان الذی کا اشارہ دیا۔ کہ اے خدائے واحد کو تسلیم کرنے والو، حی وقیوم کی قدرت پر ایمان رکھنے والو، اُس خدا کی قوتِ وطاقت کو اپنے معیاروں پر نہ ماپو۔ وہ تو ہر کمی سے مبرا اور ہر عیب سے منزہ ہے۔ وہاں ناممکن کچھ نہیں۔ اُس کا ارادہ ہو جائے تو ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔ یہاں صرف ارادہ نہیں۔ باقاعدہ اہتمام ہے۔ اس لئے کہاں بھٹکے پھر رہے ہو۔ ہو سکنے، یا نہ ہو سکنے کی لاینحل بحث کا یہ محل نہیں۔ اس کو پراگندہ ختمال سے کیا واسطہ تو اُس سمیع وبصیر کی سماعت وبصارت کے ترانے گاؤ جو سب کچھ دیکھتا گیا اور جس کے آگے کتاب زندگی کا ہر ورق الٹا جاتا رہا ہے۔ جس نے کارکناں

قضاوقدر کے غیر مرئی اور غیر محسوس تصریف اقلام کو بھی سماعت فرمالیا۔ وہ جو تخلیق کا محور ہے۔ وہ کہ جس کے لئے یہ عالم وجود میں لایا گیا ہے۔ آج اپنے واسطے سے پیدا کی جانے والی ساری تخلیق کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ وہ یہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ اسے وجود بھی میرے سبب ملا تھا۔ اور انسانی بقاء بھی میری مرہون منت ہے۔ وہ عناصر پر اپنی حکمرانی کا اعلان کرنے اور اپنے تمام ہم جنسوں کو یہ سبق دینے آیا کہ تمہارے اور خالق کے درمیان سب پردے تمہاری غفلت کے پردے ہیں۔ تم نائب حق خلیفہ اللہ ہوا۔ اپنے منصب کو پہچانو۔

نائب حق در جہاں بودن خوش است
برعناصر حکمران بودن خوش است

تمہارا یہ مقام نہیں کہ عناصر کی بھول بھلیاں میں گم ہو جاؤ۔ تمہیں تو ذات حق سے ایک گونہ نسبت ہے یاد رکھو۔

بر مقام خودرسیدن زندگی است
ذات رابے پردہ دیدن زندگی است
مرد مومن درنساد با صفات
مصطفیٰ راضی نشد الا بذات

سورہ بنی اسرائیل شروع ہوتی ہے۔

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا

رات کے ایک حصے میں اس فلک سمائی کا مقصد **لنریہ من ایتنا** تھا یعنی تا کہ ہم آپ کو اپنی نشانیاں دکھا دیں۔ اپنی قدرت کے مختلف مظاہر مشاہدہ کرا دیں۔ یہ شرف خاص آپ ہی کا حصہ تھا۔ کسی اور کے مقدر اتنے کہاں تھے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ تو آپ کی صلاحیت کا اظہار اور آپ کے مشاہدے کی قوت کا اعلان تھا۔ کیوں کہ آپ سمیع و بصیر تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ضمیر کا مرجع ذات حضور ﷺ قرار دیا ہے۔ کہ آپ دیکھنے کی

قوت اور سماعت کی سکت رکھتے تھے اس لئے یہ سب کچھ دکھا دیا گیا۔ اس میں اس طرف اشارہ بھی ہے۔ کہ انعام خداوندی یونہی نہیں تھا اس کے مصداق بننے کے لئے صلاحیت درکار ہوتی ہے اور حق حق دار کو دیا جاتا ہے۔

سورہ نجم کی متعدد آیات میں واقعہ معراج کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا گیا۔ ارشاد ہوا ہے۔

ما ضل صاحبکم وما غوی (النجم 2)

تمہارا ساتھی نہ بھٹکا نہ بہکا، صاحبکم میں جو بنی نوع انسان کے لئے امید افزاء پیغام ہے۔ اُسے صاحب دل ہی محسوس کرتے ہیں۔ یہ سیر کائنات اس لئے ممکن ہوئی کہ سیاح لامکان مضبوط اعصاب کا مالک اور پختہ نظریات کا حامل تھا۔ کہ کہیں بھی راہ راست سے بھٹکا نہ بہکا بلکہ حواس اسقدر مضبوط تھے کہ

مازاغ البصر وما طغی (النجم 17)

یعنی مشاہدے کے دوران میں نہ آنکھ لرزی نہ جھپکی، قوت نبوت حواس کو توانائیاں عطا کر رہی تھی۔

نبی محترم ﷺ کی قوت مشاہدہ اس قدر تھی کہ قرآن گواہی دیتا ہے۔

لقد رای من ایت ربہ الکبری (النجم 18)

کہ شک نہ کرو حرف تاکید داخل کیا کہ بے شک اُس وجود محترم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں۔ قلب مضطرب کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔

افتمرونہ علی ما یری (النجم 21)

کیا تم اب بھی اُن کے مشاہدے پر شک کرتے جا رہے ہو۔ یاد رکھو دیکھنے والے نے تو اس قدر اعتماد سے دیکھا تھا کہ

ماکذب الفؤاد مارای (النجم 11)

کہ آپ کے دل میں ذرہ برابر بھی شک نہ تھا۔ اُن کا قلب بیدار اس مشاہدہ کا مصدق

تھا۔ یہ اُس دل کی تصدیق تھی۔ جو ہمہ بیدار اور ہمہ باخبر تھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

تنام عینی ولا ینام قلبی (صحیح البخاری حدیث نمبر 3569)

میری آنکھیں تو کبھی سو جاتی تھیں دل کبھی نہیں سوتا۔

معراج آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کا وہ پرشکوہ واقعہ ہے کہ سیرت نگار اور محدثین نے اس کی تفصیلات کے بیان میں شب و روز عرق ریزی کی ہے۔ پچیس کے قریب ایسے جلیل القدر صحابہ ہیں۔ جنہوں نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ اس واقعہ کی جزئیات بتائیں ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں اس پر مستقل ابواب باندھے گئے ہیں۔ اور بعض بزرگوں نے تو پوری پوری کتابیں اس موضوع پر مرتب کر دی ہیں۔

معراج آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔ اور انسانیت کے لئے ایک پیغام بھی کہ انسانیت کا قافلہ انہیں روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ وہ گردش لیل ونہار کے طلسم کو توڑ کرنے زمان ومکان کی تلاش میں کوشاں رہے اور پوری کائنات پر اپنی عظمت یا نشان ثبت کرے۔

معراج کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہکار تخلیق اور خالق کے درمیان جب حجاباتِ اُٹھے تو خالق ارض وسماء نے بکمال شفقت ایک تحفہ بھی عطا فرمایا۔ معراج کی برکات تحفہ نماز ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ آخر اس قدر عروج وارتقاء کے بعد نماز کا حکم کیوں دیا گیا۔ نماز اور معراج۔ میں آخر نسبت کیا ہے۔ یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ جب اس حدیث پر نظر پڑتی ہے۔ کہ صاحب معراج ﷺ فرماتے ہیں" الصلوۃ معراج المومنین "تفسیر المظہری سورۃ النور) نماز مومنوں کی معراج ہے۔ معراج کیا ہے۔ حجابات کا اُٹھ جانا ہے۔ دوئی کے پردوں کا چھٹ جانا ہے اور مخلوق کا خالق سے ہم کلام ہونا ہے کیا یہ سب کچھ نماز میں نہیں۔ حدیث جبرئیل علیہ السلام کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے یعنی عمل کا حسن کیا ہے۔ فرمایا یوں اللہ کی عبادت کرو جیسے تم اُسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو یہ ضرور خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ نمازی، یوں نماز ادا کرے کہ وہ خالق کائنات کو دیکھ رہا ہے۔ یہی تو معراج کا ماحصل ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور اگر ابھی اپنے آپ کو اس مقام کا اہل نہ پاتا ہو تو یہ ضرور خیال رکھے کہ وہ خود اپنے معبود کی نظروں میں ہے۔ یہ تصور معراج ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث نبوی ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ کہ قرب الٰہی کا سب سے بہتر مقام سجدہ کی حالت ہے۔ نمازی جب سجدہ میں ہوتا ہے تو وہ اپنے معبود کے قریب تر ہوتا ہے۔ اور قرب ہی تو معراج کی جان ہے۔

الغرض معراج عظمت مصطفیٰ ﷺ کی دلیل قاطع اور تسخیر کائنات کے لئے واضح اشارہ ہے۔ کائنات آپ کے لئے تخلیق ہوئی اور آپ کے لئے مسخر کی گئی۔ حضور ﷺ انسانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے صاحب لولاک بھی ہیں اور صاحب معراج بھی۔ ہمیں آپ کی اتباع میں قرب کے نقش قدم کے سہارے آپ کی ذات تک پہنچنے کی ہر ممکن سعی کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری معراج اُن کے در کی گدائی میں ہی مضمر ہے۔

تیری معراج کہ ہے عرش تیرے زیر قدم
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اصل انسان کس چیز کا نام ہے؟

مرشدِ کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات ”مفتاح الکنز“ سے انتخاب

چیونٹی اور اس سے کمتر مخلوق جس کے اندر محسوس اور غیر محسوس زندگی موجود ہے۔ اس سے لے کر پہاڑ تک کوئی ایسی شے نہیں جس کے اندر اللہ رب العالمین نے بے شمار قدرتیں اور حکمتیں نہ رکھی ہوں۔

انسان کو ہی ملاحظہ کرو۔

قرآن عظیم نے اس کی ترتیب قائم کی ہے اس میں آگ کا جوہر بھی ہے پانی اور ہوا کا جوہر بھی ہے اور مٹی کا جوہر بھی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ چار عناصر کے ساتھ انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔ اہل تحقیق یہ کہتے ہیں کہ ان چار عناصر کیساتھ انسان کا وجود تعمیر ہوا ہے اصل انسان جس کے ساتھ ان چار عناصر کی قیمت بنتی ہے۔ وہ ابھی اس وجود میں داخل نہیں ہوا۔ اس بات کو مزید آسان کرنے کے لئے ایک مثال ذہن میں رکھیں مثلاً ایک آدمی کا نام نور محمد ہے۔ اس کی ملکیت میں جتنی چیزیں اور جائیداد ہے اس کے ساتھ منسوب ہوتی جائیں گی۔ جب کسی سے پوچھا جائے یہ گاڑی یہ مکان یہ درخت زمیں بیوی بچے والدین کس کے ہیں وہ کہے گا یہ نور محمد کے ہیں جب نور محمد اس دنیا سے رخصت ہو تو اس کی لاش کے بارے میں پوچھا جائے کہ یہ لاش کس کی ہے تو کہا جائے گا۔ یہ لاش نور محمد کی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل نور کہاں ہے؟ اس کو تلاش کرو یہ جنازہ اُٹھ گیا اس کے باوجود اُس پر اُس کی ملکیت باقی ہے وہ کون ہے؟ وہ آگ ہوا، پانی اور مٹی کا بنا ہوا نہیں۔ ان چار چیزوں کا مجموعہ تو اب بھی آپ کے سامنے چارپائی پر پڑا ہے۔ دراصل یہ ایک مکان ہے۔ مکان اور اس کے اندر رہائش پذیر ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے مکان اور ہے مالک مکان اور ہے مکان کی جنس جدا ہے مکان جب تک مالک کی طرف منسوب نہ ہو اس کی قیمت کا پتہ نہیں چلتا آدمی مکان کے لئے نہیں بلکہ مکان آدمی کے لئے ہے اگر آدمی مکان کے لئے ہوتا تو جہاں مکان ہوتے آدمی اس جگہ سے ہل نہ سکتا مگر ایسا نہیں آدمی جس طرف بدلتا جائے گا

مکان بدلتے اور اس کے نام کے ساتھ منسوب ہوتے جائیں گے معلوم ہوا آگ ہوا مٹی اور پانی کیساتھ جو انسان بن گیا تھوڑی دیر کے لئے تصور کیا جائے کہ اگر یہی انسان ہے تو اس کی لاش اُٹھ جانے کے بعد اس کا نام بھی ختم ہو جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک کمرہ ہے لباس بشریت ہے لوازمات بشریت، تکمیل بشریت، ترتیب بشریت، تخلیق بشریت، تزئین بشریت ہے اور جو اصل چیز ہے جس کے ساتھ اس کو بولنا دیکھنا چلنا سوچنا سمجھنا ملا جس کے ساتھ اس کی فصاحت ملی اس کو وجاہت ملی اس کو سعادت ملی اس کو شجاعت ملی اس کو مروت و علیمت ملی وہ آگ ہوا مٹی اور پانی کے جوہر کے ساتھ بنا ہوا انسان نہیں بلکہ وہ عالم امر کی چیز ہے جس کو قرآن عظیم نے روح کے نام سے بلایا ہے تو گویا انسان کی بیک وقت دو جہتیں ہو گئیں ایک جہت عالم بالا کی طرف اور دوسری جہت عالم اسفل کی طرف ایک جہت ناسوت کی طرف ایک جہت لاہوت کی طرف ایک جہت عالم فانی کی طرف ایک جہت عالم باقی کی طرف بالفاظ دیگر ایک جنس کثافت ایک جوہر لطیف انسان لطافت اور کثافت کا مجموعہ بن گیا اس کے اندر لطافت بھی ہے اور اس کے اندر کثافت بھی ہے اسی لئے اس کی توجہ ناسوت کی طرف بھی ہے۔ اور اس کی نسبت لاہوت کی طرف بھی ہے گویا اس کے اندر صلاحیت بلندی کی طرف پرواز کرنے کی بھی ہے اور غفلت کی صورت میں اس کے اندر پستی کا سامان بھی ہے انسان چاہے تو بلندی کی طرف بھی جا سکتا ہے چاہے تو پستی کی طرف بھی جا سکتا ہے اور انحطاط، لوازمات عروج و کمالات سب جدا جدا قسموں کے ساتھ تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔

انسان ساری کائنات کا جامع ہے
فناء و بقاء ناسوت و لاہوت

اس کے دامن میں اگر فناء ہے تو اس کے دل میں بقاء بھی ہے اس کی نظر میں اگر ناسوت ہے تو اس کے دل و دماغ میں لاہوت کے جذبات بھی ہیں اس کے جسم میں اگر کثافت ہے تو اس کی روح کے اندر لطافت بھی موجود ہے۔ اس کی جسمانی حرکات اگر پستی پر مرکوز ہیں تو اس کی روحانی قوت کے ساتھ بلندی بھی منسلک ہے۔ تو گویا بلندیاں اور پستیاں دونوں انسان

میں موجود ہیں بلندی کی انتہاء قرب حق ہے اور پستی کی انتہاء جہنم کی گہرائی ہے۔ انسان نے اپنی توجہ بلندی کی طرف کر کے اس کے تقاضے پورے کرنے شروع کر دیئے تو قرب حق کی منزل مل جائے گی اور غفلت کی راہ پر چل پڑا تو جہنم جو ذلت کی انتہاء ہے اس کا مقدر ٹھہرے گی جس انسان نے عزت کا راستہ اختیار کیا تو قرب حق پا گیا اور جس نے پستی کا راستہ اختیار کیا اس نے رب کے غضب کو دعوت دی۔ رحمت اطاعت میں ہے اور غصب بغاوت میں ہے جو ہر انسانی

آگ ہوا مٹی پانی یہ نفس کو بغاوت پر مائل کرتا ہے نفس کے اندر بغاوت شرارت کثافت رکھی گئی ہے اس کے مقابلے میں رب العالمین نے روح کو نور کی طاقت و قرب کی صلاحیت دے کر نفس کے اندھیرے پر مسلط کیا جس نے روح کی طرف توجہ کی اور اپنی پیشانی کو اپنے مالک کے سامنے جھکا دیا اور دل قرب حق کی منزل پر فائز ہو گیا وہ اس اندھیرے میں رہتے ہوئے بھی نور کے سامان اختیار کر گیا اور جس نے رب کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالی وہ ظلمات، وحشت اور حیرت کے اندر ہے اور بعض لوگ بیداری کے اتنے عادی ہوتی ہیں کہ غفلت ان کے قریب نہیں جا سکتی۔ جن لوگوں کو روحانی ذوق مل گیا محبت خداوندی کی تپش نے غفلت کے جال کو تار تار کر دیا ان کی روحانیت جسم پر غالب آگئی وہاں نور سرور وسکون واطمینان کا غلبہ ہو گیا اور جہاں غفلت ہے وہاں معصیت ہے کوتائی ہے فرار ہے بغاوت ہے شرارت ہے رعونت ہے تکبر ہے جسمانیت حیوانیت، بہیمیت غفلت اور نفس کی شرارت اور فتور روحانیت پر پردہ بن جاتا ہے جس وقت روحانیت پر پردہ بن جائے تو روحانیت قید ہو گئی انسان مائل بہ فناء اور غفلت کا شکار ہو کر عادی مجرم و باغی بن جاتا ہے۔ اب آواز حق بڑی دیر کے بعد اس کے دل کی گہرائی تک جائے گی اس مقام پر اہل طلب کے لئے جناب رومی علیہ الرحمۃ نے بڑی دلکش حسین وجمیل دلآویز بات ارشاد فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی گفتگو کا آغاز ہی اس شعر سے فرمایا۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی باشکایت می کند

بانسری منہ میں رکھ کر کسی نے پھونک ماری اس میں سے بڑی دلآویز سُریلی دلکش آواز نکلی جناب رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس میں اس قدر سُریلی آواز نکلنے کی حکمت یہ ہے کہ اس کا اندر پاک ہے۔

بانسری پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے بندے تو بھی ذکر حق کا برما چلا کر اپنے اندر کو پاک کر تیرے بال بال سے درد بھری آواز نکلے گی اس آواز کے درد بھرا ہونے کی دوسری حکمت یہ ہے کہ بانسری ہاتھ اور منہ میں مضبوطی سے پکڑی گئی بانسری کہہ رہی ہے مجھے مضبوط پکڑ کر قید کرنے والے مجھے تیری قید سے رہائی ملے اور میں جلد اپنے اصل سے ملوں۔ درد بھری آواز ہجر کی شکایت ہے۔ یہی انسانی جسم کے اندر قید روح کی فریاد ہے روح کی اس فریاد کو جناب رومی علیہ الرحمۃ نے بانسری کی آواز کے ساتھ مثال دے کر فرمایا اے انسان تیرے جسم کے اندر روح کا تعلق عالم بالا سے ہے اور یہ لطیف و پاک چیز ہے اللہ رب العالمین کے رازوں میں سے ایک راز ہے اس کے جلوؤں کی ایک کرن ہے اور کل شی یرجع الی اصلہ ہر شی اپنے اصل کی طرف رجحان رکھتی ہے جنس اپنی جنس سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ عناصر اربعہ یہ پستی کی اشیاء ہیں ان کا رجحان بھی پستی کی طرف ہے روح عالم بالا کی چیز ہے

اس کا رجحان بھی بلندی کی طرف ہے وہ لطیف چیز ہے جسم کثیف ہے لطیف کثیف میں آ کر بے چین و بے سکون ہے اس کی فریاد ہے کہ کثافت سے چھٹکارا ملے تا کہ میں اپنے اصل سے ملوں لہٰذا جن لوگوں نے ذکر فکر ادب واحترام، محبت، تسبیح، ذکر، عبادت بندگی، تلاوت، نیکی، ذکر حق کی مستی، اور عشق حقیقی کی تپش کے ساتھ غفلت کے تمام اندھیرے دور کئے ان کی روح کو آزادی ملی وہ اپنی منزل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جسم سے نکلنا روح کی آزادی نہیں اپنے اور اپنے محبوب کے درمیان حجابات کا ہٹ جانا یہ روح کی آزادی ہے۔

انسانیت کا ارفع واعلیٰ مقام ہے کہ جو اس کا مالک ہے انسان اسی کے قرب کی منزل حاصل کر لے اور یہ جان لے کہ میرے مالک کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں اس اعتراف وپہچان

کے بعد انسان اپنے مالک کے قریب ہو جاتا ہے مالک کے قریب ہونے کے لئے اہل عرفان نے بتایا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز تلاش کرو تو آنکھیں کھول کر تلاش کرو لیکن اگر مالک حقیقی کو تلاش کرنا ہو۔تو پچھلی رات آنکھیں بند کر کے سرجدے میں رکھ کر تلاش کرو دنیا کی چیز گم ہو جائے تو آنکھیں کھول کر تلاش کرو محبوب حقیقی کی تلاش ہو تو سب سے علیحدہ خاموش ہو کر آنکھیں بند کر کے سر سجدے میں رکھ کر تلاش کرو۔"وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" جینے کا یہ ڈھنگ ان لوگوں سے سیکھو جنہوں نے اپنے رب کو پالیا اس کے علاوہ زندگی عناد، فساد، سرکشی بغاوت ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے جو وقت گزر گیا اس کی تلافی کرنی چاہیے دنیا کماؤ چند روز کے لئے اپنے محبوب کو مناؤ عمر بھر کے لئے۔۔۔۔۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین (بمقام ڈسکہ 1997ء)

ماہ جمادی الثانی میں
دنیا بھر کی طرح محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد کے زیر اہتمام

خلیفہ اول جانشینِ مصطفٰی

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے مختلف مقامات پر محافل کا انعقاد کیا گیا۔جس میں تلاوتِ قرآن، نعتِ رسول کریم ﷺ کے بعد ختم خواجگان اور جید علمائے کرام کے خطابات ہوئے۔

سلطان الہند غریب نواز

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

از: ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری صاحب

ایک انگریز مورخ کا قول ہے۔کہ ایک ہستی ایسی ہے جو ہمارے ہندوستان پر حکمرانی کر رہی ہے۔اور وہ ہستی ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی۔یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے۔جس کا مشاہدہ چشمِ دنیا صدیوں سے کرتی آ رہی ہے۔آپ کے آستانہ عالیہ پر سرِ عقیدت جھکانے والوں میں مسلم، غیر مسلم، سکھ اور ہندو سبھی شامل ہیں۔یہ مقام ارفع آپ کو محبت، الفت، رواداری، مساوات، حلم، صبر و رضا اور عزم و استقلال کے بدلے میں ملا ہے۔ جس کا مظاہرہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں کیا۔آپ کی تبلیغ و اشاعت اور انسانیت سے پیار اور محبت کی بدولت اسلام کی خوشبو چاروں جانب پھیل گئی۔معاشرتی جور و جفا، سماجی تشدد، نفرت، انتقام اور مصائب و آلام کے مارے لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔اور امن و آشتی، محبت، سعادت، مساوات اور رواداری کے شجرِ سایہ دار کے نیچے آ گئے۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ عظیم پاک و ہند کی سرزمین پر حق و صداقت کے آفتاب کی مانند ہے۔جس کی ضیاء پاشیوں سے اکناف عالم میں اجالا ہوا اور جن کا فیض آج بھی اس طرح جاری و ساری ہے۔جیسا آپ کی حیات طیبہ میں سب کو ملتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت 836ھ بمطابق 1141ء میں افغانستان کے علاقہ سیستان کے شہر چشت میں ہوئی۔آپ حسینی سید تھے۔اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام سید غیاث الدین حسن ہے۔جو خود بھی نہایت نیک، پارسا اور صالح انسان تھے۔ان کے وصال کے بعد آپ ایران کے علاقے سنجر میں آ گئے جہاں آپ کی پرورش ہوئی۔آپ کے والدین کا وصال اس وقت ہو گیا۔جب آپ پندرہ برس کے نوجوان تھے۔آپ دور طفلی ہی سے اپنے خالق حقیقی

سے لولگائے رکھتے تھے۔ دنیاوی کھیل کود میں وقت ضائع کرنے کی بجائے آپ نماز اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی گزراوقات ایک چھوٹی سی چکی اور باغ سے ہوتی تھی۔ جو آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ ایک روز آپ اپنے باغیچے کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔ کہ ایک صوفی بزرگ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی ادھر تشریف لائے۔ جواں سال معین الدین نے ان کی خدمت میں پھل پیش کئے۔ تا کہ تناول فرمائیں۔ انہوں نے خوش ہو کر روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ جسے کھا کر آپ کے قلب وروح روشن ہو گئے۔ اور آپ نے تجلیات وانوار کی بارش کا نظارہ کیا۔ ان کیفیات سے فیض پا کر آپ نے اپنی جائیداد کو چھوڑا اور تمام مال ومتاع غرباء میں تقسیم کر کے دنیا کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ تا کہ معرفت وحقیقت کی دنیا میں غوطہ زنی کر سکیں۔ سب سے پہلے آپ بخارا پہنچے اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔

ثمرقند اور بخارا اس دور میں علومِ اسلامی کے بہترین مراکز تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور کے بہترین علماء اور اساتذہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تمام بڑے بڑے مدارس اور علمی مراکز کا دورہ کیا۔ اور اپنی دینی اور روحانی تعلیم کا سلسلہ مکمل کیا۔ آپ اپنے مرشدِ کامل حضرت شیخ خواجہ عثمان ہارونی کی رفاقت میں شرقِ اوسط کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے حرمینِ شریفین کی زیارت کے لئے پہنچے۔ اس عظیم روحانی سفر کے دوران آپ بغداد شریف میں غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور اکتسابِ فیض کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ کامل حضرت عثمان ہارونی نے 582ھ 1186ء میں ان کو اپنا روحانی جانشین مقرر فرمایا۔

583ھ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ روضہ رسول ﷺ کی زیارت اور حاضری کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ مدینہ منورہ میں سرکارِ دو عالم حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے (رویا صالحہ کے ذریعہ) آپ کو ہندوستان کے شہر اجمیر میں جا کر فریضہ تبلیغ کا حکم صادر فرمایا۔ روایات میں آتا ہے۔ کہ آپ کو بارگاہِ رسالت سے حکم ملا کہ اے معین الدین! تم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

میرے دین کے مددگار ہو۔ میں تمہیں ملکِ ہندوستان جانے کا حکم دیتا ہوں۔ جہاں باطل کے اندھیروں کا راج ہے۔ اور کفر وشرک کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ تم اجمیر جاؤ اور وہاں اسلام کا نور پھیلاؤ۔

یہ حکم سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے مگر حیران بھی۔ کہ یہ اجمیر شہر کہاں ہے؟ کیونکہ وہ دور میڈیا یا ابلاغ عامہ کا دور نہ تھا۔ لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ اور دور دراز کے علاقوں یا ملکوں میں کوئی آسان رابطہ بھی نہ تھا۔ اسی اثناء میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ سرورِ دو عالم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ان کو اجمیر کا شہر، قلعہ اور اس کا محل وقوع دکھایا۔ پھر ان کو ایک انار عطا کیا جو جنت کے پھلوں میں سے ایک تھا۔ یہ حکم پا کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فوری طور پر اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔

مدینہ منورہ سے اجمیر شریف کو جاتے ہوئے راستے میں لاہور پہنچے تو کئی ماہ تک مخدومِ امم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے احاطہ میں معتکف رہے اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ یہیں آپ نے وہ مشہور زمانہ شعر کہا۔ جو اب بھی زبان زدِ عام ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

لاہور سے براستہ دہلی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر پہنچے۔ آپ کے ہمراہ چالیس درویشوں کا کارواں بھی تھا۔ جو نگاہِ خواجہ سے فیض پا کر خود بھی ولایت کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ اجمیر کا حکمران پرتھوی راج آپ کی آمد سے پریشان تھا۔ کیونکہ اس کی والدہ نے اسے بتا رکھا تھا۔ کہ ایک صوفی بزرگ آ کر اس کی سلطنت کو ختم کر دے گا۔ اجمیر پہنچ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت نے ایک میدان میں درختوں کے نیچے ڈیرہ جمایا تو راجا کے ساربانوں نے آ کر منع کیا کہ یہاں تو راجا کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ آپ مجبوراً اُٹھے اور فرمایا کہ اچھا راجا کے اونٹ بیٹھتے ہیں تو وہیں بیٹھے رہیں گے۔ اور آپ نے کچھ آگے جا کر قیام کیا۔ شام کو

اونٹ چراگاہ سے واپس آئے تو ایسے بیٹھے کہ وہیں جم گئے۔ راجا کے افسروں نے اسے صورت حال بتائی تو اس نے کہا کہ اسی درویش کے پاس جا کر عرض کرو۔ چنانچہ ان کی درخواست پر آپ نے کہا اچھا جاؤ اونٹ کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور ایسا ہی ہوا۔

پورا راجستھان ہندوؤں کے مندروں کے لئے مشہور تھا۔ جہاں دور دور سے پجاری اور زائرین آتے تھے۔ راجا کا اپنا مندر بھی بہت بڑا تھا۔ جہاں کا پروہت سادھو رام تھا۔ وہ تمام پجاریوں کا سردار تھا۔ راجا کے کہنے پر وہ خود اور دیگر تمام بڑے پجاری بھی جمع ہوئے اور روحانی طور پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آئے۔ مگر آپ کے ایک ہی اشارہ سے سب تڑپ اُٹھے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ والی ہند خواجہ ہندالولی غریب نواز لجپال رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی فتح تھی۔ جس نے برصغیر میں اسلام کی روشنی پھیلنے کا راستہ ہموار کر دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مشن مکمل کرنے کے بعد 6 رجب 627ھ بمطابق 21 مئی 929ء پیر کی شب وصال فرمایا۔ آپ کے جبین اقدس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ یہ اللہ کے حبیب ہیں اور اللہ کی محبت میں فوت ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے فیض پانے والوں میں امیر و غریب، حکمران و عوام، مسلم و غیر مسلم سبھی شامل ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ عرس کے موقع پر لاکھوں زائرین حاضر ہوتے ہیں۔

آپکا حسن اخلاق، حلم، بردباری، صبر، انسانیت سے محبت، مساوات اور سب سے شفقت کا برتاؤ ہی آپ کا ہتھیار تھا۔ تیر و تفنگ یا شمشیر و سناں کے زور پر آپ نے تبلیغی کام نہیں کیا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام محبت اور امن کے زور سے پھیلا نہ کہ بزورِ شمشیر۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب دل، متحمل مزاج، بردبار، حلیم، وسیع المشرب اور نہایت غمگسار انسان تھے۔ آپ جذبہ انسانیت والفت کے پیامبر تھے۔

نفرت، عدم برداشت، ظلم و جبر اور غصہ کے جذبات سے آپ کو نفرت تھی۔ آپ کا مشن محبت اور رواداری پر استوار تھا۔ اور خدمتِ خلق آپ کا شعار تھا۔ آپ کی تربیت کا نچوڑ یہ تھا۔ کہ اپنے اندر دریا کی فیاضی، سورج جیسی گرم جوشی، اور زمین جیسی مہمان نوازی پیدا کرو۔ آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی سرانجام دیا۔ مگر صرف ایک کتاب ''انیس الارواح'' ہم تک دستیاب ہوئی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات آج بھی ہمارے لیے مینارہ نور ہیں۔ چند ایک تعلیم قارئین کرام کے ذوق مطالعہ اور عمل پیرا ہونے کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

☆ سالک کے لئے لازمی ہے۔ کہ کم کھائے تا کہ روزہ رکھ سکے، کم سوئے تا کہ عبادت کر سکے، کم بولے تا کہ زیادہ دعائیں اور مناجات کر سکے۔

☆ پہلے خوف پھر امید اور پھر محبت کا مقام آتا ہے۔ خوف کا مطلب ہے۔ گناہوں سے بچنا تا کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہا جا سکے۔ امید کا مطلب ہے زیادہ عبادت کرنا تا کہ جنت کا حصول ممکن ہو۔ اور غور و فکر اور مجاہدہ کرے تا کہ رضائے الٰہی حاصل کر سکے۔

☆ صالح آدمی کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے۔ جبکہ بُرے آدمی کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

☆ مفلوک الحال اور مظلوم کی بات سنو۔ اس سے ہمدردی کا اظہار کرو۔ ان کے لئے دعا کرو۔ اور ان کو تحفے دو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کسی کی غمگساری اور ہمدردی کرنا اللہ کی عبادت کا ہی ایک ذریعہ ہے۔ صورت ہے۔

☆ درویش کے لئے دس چیزیں ضروری ہیں۔ حق کی تلاش، مرشد کی تلاش، سب کے لئے احترام، اللہ کی اطاعت، سب سے پیار تقویٰ، استقامت، کم کھانا اور کم سونا، نماز اور روزہ، ترکِ نفس اور ثابت قدمی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور آپ کے فیوض و برکات کی بارانِ رحمت سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

اقوال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

از: صوفی غلام رسول نقشبندی مجددی صاحب

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی سلسلہ کے عظیم سالار ہیں۔ آپ کا وصال 15 رجب المرجب کو 148ھ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، امام جعفر صادق رحمۃ للہ علیہ کی شان میں یوں لکھتے ہیں۔ ''آپ کی یہ اولعزم شان تھی کہ آپ نے نسبتِ عالیہ نقشبندیہ اور نسبت عالیہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا اور جو کسی نسبت کی خواہش کرتا آپ اس کو اسی نسبت میں بیعت فرماتے۔ آپ کی شان کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی اولعزم ہستیاں آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ سادات اہل بیت میں سے تھے۔ آپ کی امامت وسیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ آپ پہلے مدینہ منورہ میں لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے رہے۔ بعد میں عراق میں تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا۔ آپ کے اقوالِ مبارک قارئین کے لیے درج کیے جا رہے ہیں۔ مطالعہ فرمائیں اور عمل کر کے سُرخروئی حاصل کریں۔

1- چار چیزیں اختیار کرنے میں عار نہ چاہیے۔ اپنے والد گرامی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جانا۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔ اپنے چوپایہ کی خبر لینا۔ خواہ اس کے سو غلام ہوں۔ اپنے استاد محترم کی خدمت کرنا۔

2- تین خصلتوں سے نیکی کامل ہو جاتی ہے۔ اسے جلدی کرنا۔ اسے چھوٹا سمجھنا، اسے چھپانا۔

3- جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے۔ اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

4- جب تجھے اپنے بھائی سے ایسی چیز پہنچے جو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر۔ اگر تجھے اس کے لئے کوئی عذر نہ ملے۔ تو یوں کہہ کہ شاید اس کے لئے کوئی عذر ہو گا جو مجھے معلوم نہیں۔

5- جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اسے اچھے سے اچھے نکالو۔ یہاں تک اچھائی نظر آئے کہ اگر تمہیں کوئی نہ ملے تو اپنے آپ کو ملو۔

6- جب گناہ کرو تو معافی مانگ لیا کرو۔ کیونکہ گناہ مردوں کے گلوں میں اس کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں۔ اور ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

7- جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے۔ اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

8- جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے۔ اور اس مال کا بقاء چاہے۔ اسے یوں کہنا چاہیے۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔

9- اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا۔ کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف دے۔

10- علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں۔ جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

11- جس نے اللہ کو پہچانا اس نے ماسواء سے منہ پھیر لیا۔

12- عبادت توبہ کے سوا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔

معراج شریف سے متعلقہ فقط چند سنہری متفرقات

بے ربطی سی ستور برائے نہایت فیض رساں مجلہ "مجلہ محی الدین فیصل آباد" کے لئے

حسب ارشاد: حضرت مولانا حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ وقدسیہ

از: علامہ پروفیسر محمد عبدالخالق توکلی نقشبندی

مصنف:۔کتب کثیرہ

باغِ عالم میں بادِ بہاری چلی ۔ سرورِ انبیاء ﷺ کی سواری چلی ﷺ

یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی ۔ ابرِ رحمت اُٹھا معراج کی رات ہے

فرش (زمین) سے ذات تک کا سفر صرف سراجِ منیراں ﷺ ہی نے کیا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ (شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت سعدی عالمِ قدس کی باتیں Catch کرتے ہیں۔

1- سیدالمرسلین ﷺ اس تیزی سے گئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حیران تھے۔اُن کی عقل ، قیاس اور نبوت کی دوڑ ختم ہو رہی تھی۔کوئی اسماء اور کوئی صفات الٰہی میں رہے۔ذاتِ بابرکات رب العزت تک صرف جنابِ رسالت مآب ﷺ پہنچے۔

2- آیہ شریفہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے بارے میں بے شمار اقوال و روایات ہے۔ان میں سے یہ بھی ہے۔جب سید الکونین فخر دو عالم نور مجسم ، رحمت دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان (شب معراج) اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت رکھا۔تو آسمانوں اور زمینوں کی تمام پوشیدہ چیزیں آنحضور بے مثل حبیب ﷺ کی نظر مبارک میں کھل گئی (آگاہی ہوگئی) تو رسول محتشم ﷺ فرماتے ہیں۔کہ "مجھ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا" ملاء اعلیٰ کے فرشتے اور عالم بالا کے رہنے والے کس بارے میں جھگڑ رہے تھے۔میں نے کہا کفارات ، منجیات ، درجات ، مہلکات کے بارے میں" اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔"اے میرے بندے تم نے سچ کہا" بعد ازاں اللہ نے فرشتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔اے فرشتو! اب تم کو ایک

شخص میرا محبوب ﷺ مشکلیں حل کرنے والا مل گیا ہے۔ہر ایک اپنی اپنی مشکل پوچھ لے"۔

اسرافیل علیہ السلام کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا۔کفارات: وہ اعمال جو گناہوں کو دور کرنے کا موجب ہو وہ یہ ہیں۔

1- سردی، سختی، اور تکلیف کے وقت وضو کامل کرنا۔

2- جماعت نماز میں پیادہ چل کر شریک ہونا۔

3- ہر نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔"تو نے سچ کہا"۔

میکائیل علیہ السلام کے پوچھنے پر فرمایا۔درجات جو کام کرنے سے بندے کے رتبے بلند ہوں۔وہ یہ ہیں۔

1- کھانا کھلانا

2- بلند آواز سے السلام علیک کا کہنا۔

3- رات میں جب کہ لوگ سوتے ہوں نمازیں پڑھنا۔(نفلی)

جبرئیل علیہ السلام کے پوچھنے پر فرمایا۔منجیات وہ اعمال جن کے باعث بندہ عذاب الٰہی سے رستگاری حاصل کرے۔وہ یہ ہیں۔

1- ظاہر و پوشیدہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔

2- تنگ دستی اور مالداری میں درمیانہ چال رکھنا۔

3- خوشی اور غصہ میں حالتِ اعتدال پر رہنا۔

عزرائیل علیہ السلام نے مہلکات کے بارے میں پوچھا۔

وہ کام جو بندے کو ہلاک کرنے والے ہوں۔

1- بخیل جس کی فرمانبرداری کی جائے۔

2- خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا۔

3- اپنے آپ کو ہر طرح سے اچھا سمجھنا۔

ان چار مسئلوں کے بارے میں فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے۔ اور ان کا جواب نہیں جانتے۔ کم ترین پر تقصیر نے مفہوم اور خلاصہ عرض کیا ہے۔ ان پر ہمیں بھی عمل کرنا چاہیے۔

راقم بے علم نے اپنے پیشواء خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم خواجہ خواجگان محمد توکل شاہ مست ابنالوی کی کتاب ''اسراء جمیل الی رب جلیل'' سے مدد لی ہے۔ نقل کیا ہے۔

چلو چلو نیریاں شریف چلو، دربار فیضبار کی بہار لوٹنے چلو

عرس مبارک کی پُر نور تقریب سعید میں شریک ہونے والے خوش بخت دوستوں سے گزارشات۔ اپنے اپنے شہر کے وابستگان نیریاں شریف کے احباب سے رابطہ فرما کر قافلے میں شمولیت اختیار فرمائیں۔

محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف کے تمام کمرے مہمانوں کے قیام کے لئے مختص کر دیے جاتے ہیں۔ قافلے کی صورت یا انفرادی شریک ہونے والی سنگی یونیورسٹی کے وسیع وعریض صحن میں لنگر شریف تناول فرمائیں۔ اپنے ہمراہ گرم چادریں ضرور رکھیں۔ باجماعت ادا فرمائیں۔

عرس کی تقریبات جس میں حسنِ قرات، حسنِ نعت، ختم خواجگان اور تربیتی دروس میں ضرور شرکت کریں۔ تاکہ تزکیہ نفس نصیب ہو۔

خواتین کے لئے باپردہ جو انتظام ہے وہی قیام فرمائیں۔

☆ راستے میں بیٹھنے سے گریز کریں۔ ☆ باوضو رہیں۔ ☆ اسٹیج پر علماء کرام کے لئے جگہ مختص ہوتی ہے۔ تمام پیر بھائی پنڈال میں تشریف رکھیں۔ ☆ دربار فیضبار حاضری کے وقت دیگر دوستوں کا بھی خیال رکھیں۔ ☆ حضور مرشد کریم سے ملاقات کے وقت ادب کا دامن تھام کر رکھیے۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

''مفتاح الکنز'' پر تاثرات

از: شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد مرتضیٰ عطائی صاحب

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا گیا علیہم الصلوۃ والسلام۔ جنہوں نے ان کے ظاہر و باطن کو ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک فرمایا۔

سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو کتاب اور حکمۃ کی تعلیم دی اور ان کے ظاہر اور باطن کو پاک فرمایا۔

آپ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین لوگوں کی اصلاح فرماتے رہے۔

اسلام کی اشاعت، دین کی تبلیغ، شخصیت کی تعمیر اور کردار کی تشکیل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ٹھوس کردار ادا کیا ہے کر رہے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت کرتے رہیں گے۔

شریعت اور طریقت کے جامع، علماء اور صلحاء کے شیخ مبلغ اسلام حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ العالی بھی اسی نوری سلسلہ میں داخل ہیں اور کئی طریقوں سے دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ تادیر آپ کا سایہ رحمت امت مسلمہ کو نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

پیر صاحب قبلہ کے فیض یافتہ مخدوم ومحترم خلیفہ محمد انیس صدیقی صاحب زید مجدہ نے **''مفتاح الکنز''** کے نام سے پیر صاحب قبلہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ خلیفہ صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ بزرگان سلسلہ سے عقیدت و محبت میں اضافہ ہو۔ پیر صاحب قبلہ کے نقش وقدم پر چلنے کی توفیق حاصل ہو۔ اور کوشش، کوشش، مزید کوشش جاری رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی زید شرفہ کے وسیلہ سے بندہ کو ان ملفوظات کے

مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی دل کے اطمینان وسکون میں اضافہ ہوا اللہ والوں کے ارشادات دل سے نکلتے ہیں اور دل پر اثر کرتے ہیں۔

بندہ نے مطالعہ کے بعد محسوس کیا کہ یہ ملفوظات، ایمان، شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت، قرب ووصال اور حضوری والے خزانہ کی چابی ہیں۔ لہٰذا اس مجموعہ کا نام "**مفتاح الکنوز**" بڑا مناسب ہے۔

قرآن کی فضیلت کے حوالہ سے ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ "جو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا چاہتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی قراءت کرے" اس حدیث شریف سے فیض لے کر کہا جاسکتا ہے۔ کہ جو مدنی محبوب ﷺ سے کلام کرنا چاہتا ہو وہ آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ کو پڑھے، سمجھے اور ان پر عمل کی کوشش کرے۔

اور جو اللہ والوں سے کلام کرنا چاہتا ہو وہ اللہ والوں کے ملفوظات کا مطالعہ کرے۔ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری ہو زیارت کا مشرف حاصل ہو۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ ان کی مجلس میں حاضر ہونے والا بد بخت نہیں رہتا نیک بخت ہو جاتا ہے۔ اپنے بخت کی اچھائی مقصود ہو تو اچھے بخت والوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہیے۔

بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا — اللہ والوں کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے
مرشد دا دیدار ہے باہو — لکھ کروڑاں حجاں ہو
یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مخدوم سید شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات میں ہے فرمایا۔

اللہ والے کی مجلس میں حاضری ہو اور مرشد کامل کی نظر کرم نصیب ہو جائے دونوں جہاں کی نیک بختی ہے۔ جسے نظر کرم تو نصیب نہ ہو لیکن حاضری کی سعادت حاصل ہو وہ بھی محروم نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ ادب نصیب فرمائے دونوں جہاں میں ادب والوں کے ساتھ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا

مبارکباد

ہم اپنے محبوب پیر و مرشد قائد تحریک تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ چیئرمین "نورٹی وی" سرتاج الاولیاء حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو انگلینڈ کی سرزمین پر ایک علمی، پُر وقار، پُر نور عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کا جلسہ وجلوس تاریخی پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

آسٹن پارک برمنگھم میں 19 اپریل 2015ء بروز اتوار جلسہ گاہ کو نہایت پر وقار انداز میں سجایا گیا تھا۔ اسٹیج پر علماء مشائخ کیلئے اہتمام تھا۔ اور حاضرین کیلئے وسیع وعریض پنڈال سجایا گیا تھا۔

اپنے نبی ﷺ کے دیوانے عشقِ رسول ﷺ سے سرشار مطمئن چہرے، یارسول اللہ ﷺ کے پرکیف صداؤں میں منظم انداز میں جلوس جس میں خواتین، بچے، بوڑھے، جوان ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوئے۔ یورپ کی تاریخ کا سب سے بڑا میلاد النبی ﷺ کا یہ جلوس وجلسہ دیکھ کر اپنے بیگانے رشک کر رہے تھے۔ یہ دیدنی منظر نورٹی وی پر براہِ راست دکھایا جا رہا تھا۔ ناظرین دل وروح کے ساتھ اپنے مُرشدِ کریم کی قیادت میں خود کو محفل میلاد میں شامل کیے ہوئے تھے۔ مرشد کریم دامت برکاتہم العالیہ نے علمائے مشائخ کے جھرمٹ میں اُمتِ مسلمہ کو یہ پیغام دیا۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون بننے تک غلامانِ رسول چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اور جگہ جگہ ذکرِ رسول ﷺ کی محافل سجا کر ہم عظمتِ رسول ﷺ کی پاسبانی کا اعزاز حاصل کریں گے۔

سیب کے فائدے

از: ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ صاحب

کہا جاتا ہے کہ ایک سیب روزانہ کھائیں اور ڈاکٹر سے دور رہیں۔

سیب اپنی بھرپور افادیت اور صحت بخش غذائیت کے باعث قدیم دور سے ہی انسانوں کے زیرِ استعمال رہا ہے۔ بچے، بوڑھے، بیمار اور صحت منداسے بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔ یہ ایک زودِ ہضم اور بے حد مفید پھل ہے۔

ایک رسیلے، میٹھے اور پکے ہوئے سیب میں 80 فیصد پانی شامل ہوتا ہے۔ ماہرین غذائیت کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق ایک عدد سیب میں فاسفورس کی اتنی مقدار ہوتی ہے جو انسانی جسم کی ضرورت کو فی الفور پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سیب کے چھلکوں میں حیاتین ''سی'' کا خزانہ ہوتا ہے۔ جو انسان کی جوان عمری قائم رکھنے کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

سیب میں وٹامن اے کی مقدار سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ وٹامن اے بینائی کے لئے بہت ضروری ہے اس کی کمی گردوں میں پتھری بننے کا سبب بن سکتی ہے۔ کیل، چھائیاں، سر میں خشکی، بالوں کا گرنا، اسی وٹامن کی کمی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ وٹامن بی، تھایامین، رابوفلاوین اور نایاسین کی موجودگی بھی سیب کو دیگر پھلوں میں ممتاز کرتی ہے۔ نشاستہ، فولاد، پروٹین جسم کی قوت عطا کرتے ہیں۔ سیب میں 0.3 ملی گرام فولاد پایا جاتا ہے۔ جو خون کے سرخ خلیات کی کمی پوری کرتا ہے۔ کیلوریز پر مشتمل یہ پھل بعض ایسے معدنی نمکیات کا خزانہ بھی ہے۔ جو جسم کے خلیاتی نظام کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس پھل میں ریشہ پیکٹن موجود ہے جس کے سبب نظام ہضم میں بہتری آتی ہے۔

سیب کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اس میں فلیونائڈز سب سے زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ہالینڈ میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق ہمیں 70 فیصد فلیونائڈز سیب سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ فلیونائڈز خون کے سرخ خلیات کو ایک دوسرے سے چپک کران کے گھٹلیاں بننے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کے عمل کو روک دیتے ہیں۔ یوں یہ ایسے مضرِ عمل تکسید میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں شریانیں سکڑاؤ سے محفوظ رہتی ہے۔ انٹرنیشنل ہیلتھ سروس کے جریدے میں شائع کی گئی رپورٹ میں سیب کو پھلوں کا بادشاہ قرار دیا گیا جو جسم کو مہلک امراض کے خلاف مضبوط ڈھال فراہم کرتا ہے۔

میٹھے پھل عموماً دانتوں کی صحت کے لئے نقصان دہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہی مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ ہر قسم کی غذا کھانے کے بعد دانتوں کی صفائی ضروری ہے۔ تاہم حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ سیب کے گودے میں ایسے جراثیم کش اجزاء پائے گئے ہیں۔ جو دانتوں کی بیماریوں کے خاتمے کا سبب بنتے ہیں۔ اور منہ میں پیدا ہونے والے جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ دانتوں کی چمک اور مسوڑھوں کی صحت میں سیب کے اجزاء اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

طبی اعتبار سے سیب کئی امراض میں مفید پایا جاتا ہے۔ یہ پھل مضمحل، اُداس اور تھکن کے شکار افراد کو تازہ دم کر سکتا ہے۔ ماہرین غذا سیب کو دماغی صحت کے حوالے سے بھی مفید قرار دیتے ہیں۔ سیب کی غذائیت کے حوالے سے ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ سیب میں ایسے تیزابی مادے پائے جاتے ہیں۔ جو جگر کے افعال میں بہتری پیدا کرتے ہیں۔ معمر افراد کے لئے سیب دوا کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ فاسفورس کی کثیر تعداد جوڑوں کی تکلیف سے نجات کا باعث بنتی ہے۔ اور ساتھ ہی سیب کے اجزاء خون میں جمع ہونے والے مضر مادوں کا خاتمہ کرنے میں شفایات قوت رکھتے ہیں۔ تاہم ترش ذائقہ سیب مریضوں کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ خشک کھانسی، بھوک کی کمی، دبلے پن کے لئے بھی سیب تجویز کیا جاتا ہے۔ تجربات کے بعد یہ احتیاط بھی سمجھی جاتی ہے۔ کہ سیب کے فوراً بعد پانی سے اجتناب برتنا ضروری ہے۔ کیونکہ معدے میں پانی کی موجودگی سے سیب نظامِ ہاضمہ پر بوجھ ثابت ہوسکتا ہے۔ جس سے پیٹ میں درد کی شکایت پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر سیب کو خالی پیٹ کھایا جائے تو بھی یہ پیٹ کی تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے سیب کھانے کا بہترین وقت صبح ناشتے کے ایک گھنٹے بعد یا دوپہر کے کھانے

کے بعد کا ہے۔ جبکہ سونے سے پہلے سیب کھانا زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔

سیب کی خوبیوں کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ چند سال قبل امریکہ میں ماہرینِ خوراک کا ایک اجلاس ہوا تھا۔ جس میں سیب کو متفقہ طور پر پھلوں کا سردار قرار دیا گیا تھا۔ سیب کا چھلکا اُتار کر نہیں کھانا چاہیے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اس پھل کے چھلکے کی موٹائی میں وٹامنز کی ایک بڑی مقدار چھپی ہوئی ہے۔ جو کہ چھلکا اُتارنے پر عموماً ضائع ہو جاتی ہے۔

6 7 جون
ہفتہ-اتوار
2015ء
قدوۃ السالکین قاسم فیضانِ نبوت
غواصِ بحرِ معرفت فخرِ ذات خواجہ خواجگان اعلیٰحضرت
پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
و
دربارِ فیضبار نیریاں شریف
تراڑکھل ضلع پونچھ آزاد کشمیر
مورد الطافِ باری مہبطِ انوارِ یزدانی عارفِ حقانی
پیر ثانی غزنوی
عرس مبارک
عرس مبارک کی
دو روزہ بزمِ نور و نکہت میں
عقائد کی پختگی
اعمال کی درستگی
سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کیلیے
موثر لائحہ عمل پیش کیا جاتا ہے
اے راہِ نوردانِ صراطِ مستقیم
شریکِ بزمِ محبت ہو جائیں
تاکہ ریب و تزلزل کے مہیب اندھیرے
بصد کامرانی نکل کر راہِ حق کی
منزلوں کو طے کر سکنے میں
آسانی ہو،
کاشانۂ مرشد پر حاضری دیکر
دیکھو کہ وہ شیخ کامل ساقی
شرابِ عشق پسِ پردۂ جمال
رہتے ہوئے بھی روحانی فیض
رسانی سے سامانِ تسکین اتار رہا ہے
زیرِ صدارت
آفتابِ علم و حکمت
واقفِ رموزِ حقیقت
سراج الاولیاء مرشدِ کریم
حضرت علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی
بانی محی الدین اسلامی میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر
محی الدین انٹرنیشنل گرلز کالج انگلینڈ
چیئرمین محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل
زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر
چیئرمین نور ٹی وی
طالبِ دعا
خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد
0321-7611417
0345-7796179
0321-7840000
0300-7651217
0300-9654311
0300-8662234